INSIGHT OF QURAN
EDUCATION FOR WOMEN

/INSIGHTOFQURAN

WHERE TRUTH STAND ALONE

کربلا: حق کی اخری حد

حق تنہا، مگر شکستہ نہیں تھا

EP:12

اصحابِ حسینی کی شہادتیں اور تلواروں کے سائے میں نماز

منظر کا تصور کیجیے:

10 محرم الحرام کی دوپہر۔

کربلا کا میدان اب ایک دہکتا ہوا تندور بن چکا ہے۔ ہر طرف گھوڑوں کی ٹاپوں سے اڑنے والی گرد، تیروں کی سنسناہٹ اور تلواروں کے ٹکرانے کی خوفناک آوازیں ہیں۔

امام حسینؑ کے 72 جانثاروں نے یزید کے 22 ہزار کے لشکر کے سامنے دفاع کی ایسی مضبوط دیوار قائم کی ہے کہ دشمن حیران رہ گیا ہے۔ لیکن تعداد کا یہ فرق بہت بڑا ہے حسینی اصحاب ایک ایک کر کے میدان میں جا رہے ہیں، بہادری کی نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں اور زخموں سے چور ہو کر خاکِ کربلا پر گر رہے ہیں۔

صبح کی اجتماعی تیر اندازی کے بعد، اب آمنے سامنے کی جنگ (Man-to-Man Combat) شروع ہو چکی تھی۔ امام حسینؑ کے اصحاب نے یہ عہد کر رکھا تھا کہ جب تک ہم میں سے ایک بھی زندہ ہے، رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے کسی فرد پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

حر بن یزید ریاحی کی شہادت:

توبہ کرنے کے بعد حر سب سے پہلے میدان میں نکلے۔ انہوں نے یزیدی لشکر کے بڑے بڑے جنگجوؤں کو واصلِ جہنم کیا، یہاں تک کہ دشمنوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر تیروں سے چھلنی کر دیا۔ جب وہ گھوڑے سے گرے، تو امامؑ دوڑے ہوئے ان کے پاس پہنچے، ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور فرمایا:
"حر! تم دنیا و آخرت میں واقعی آزاد ہو۔"

حبیب بن مظاہر رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

امام علیؑ کے بوڑھے اور وفادار صحابی، حبیب بن مظاہر جب سفید داڑھی کے ساتھ میدان میں اترے، تو کوفہ کا لشکر ان کا رعب دیکھ کر پیچھے ہٹ گیا۔ انہوں نے بوڑھاپے کے باوجود شیر کی طرح جنگ کی اور جامِ شہادت نوش کیا۔ ان کی شہادت پر امام حسینؑ نے ایک گہری سانس لی اور فرمایا:
"میں اپنے اس نقصان کا اجر اللہ سے مانگتا ہوں۔"

حضرت زہیر بن قین رضی اللہ عنہ کا معرکہ

10 محرم کی صبح جب دونوں لشکر آمنے سامنے آئے، تو حضرت زہیر بن قینؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر، مکمل ہتھیاروں سے لیس ہو کر یزیدی فوج کے بالکل قریب پہنچے۔ انہوں نے عبید اللہ بن زیاد اور عمر بن سعد کے لشکریوں کو مخاطب کر کے ایک ایسا فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس نے سچے مسلمانوں کے دل ہلا دیے۔

انہوں نے کوفہ کے لشکریوں سے فرمایا:

"اے اہلِ کوفہ! اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے کہ وہ اسے نصیحت کرے۔ جب تک ہمارے درمیان تلواریں نہیں چلیں، ہم سب ایک دین پر ہیں اور تم ہماری نصیحت کے حقدار ہو۔"

انہوں نے پکار کر کہا:

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی ﷺ کی آل کے ذریعے آزمایا ہے تاکہ دیکھے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ ہم تمہیں آلِ رسولؐ کی نصرت (مدد) کی دعوت دیتے ہیں اور عبید اللہ بن زیاد اور اس کے باپ کے ظلم سے بچنے کا کہتے ہیں، جنہوں نے تمہاری آنکھیں پھوڑیں، تمہارے ہاتھ پیر کاٹے اور تمہیں سولیوں پر لٹکایا۔"

جب انہوں نے یہ حق باتیں کیں، تو یزیدی لشکر کے کچھ بدبختوں (جیسے شمر) نے ان پر آوازیں کسیں اور تیر چلائے۔

اس پر حضرت زہیر بن قینؓ نے شمر کو مخاطب کر کے فرمایا:
"میں تم سے بات نہیں کر رہا، تم تو اللہ کی کتاب کی دو سطریں بھی ٹھیک سے نہیں پڑھ سکتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم قیامت کے دن رسوا ہو گے۔"

اس خطبے نے یزیدی صفوں میں کھلبلی مچا دی تھی اور کئی لوگوں کے ضمیر جاگ اٹھے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عمر بن سعد اور شمر نے جنگ جلدی شروع کروائی تاکہ زہیر بن قینؓ کی باتیں سن کر ان کی فوج کے مزید لوگ ٹوٹ کر امام حسینؑ کے ساتھ نہ مل جائیں۔
زہیر بن قین نے اپنے خطبے سے دشمن کو ہلا دیا تھا اور جب میدان میں اترے تو یزیدی صفوں کو الٹ کر رکھ دیا۔ انہوں نے درجنوں سپاہیوں کو ڈھیر کیا اور آخری سانس تک پرچمِ حسینی کی لاج رکھی۔

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد4، صفحہ 327-331 / البدایہ والنہایہ، ابنِ کثیر، جلد8، صفحہ 198)

دیکھتے ہی دیکھتے دوپہر کا وقت ہو گیا۔ زوالِ آفتاب کے بعد نمازِ ظہر کا وقت شروع ہو چکا تھا۔ اس شدید جنگ، تپتی دھوپ اور تیروں کی بارش کے درمیان بھی حسین بن علیؑ کو اپنے رب کی نماز نہیں بھولی۔ امامؑ کے ایک مخلص صحابی ابو تمامہ صائدیؓ نے آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کیا:

"یا ابنِ رسول اللہ! میری جان آپ پر فدا ہو! میں دیکھ رہا ہوں کہ دشمن آپ کے بالکل قریب آ چکا ہے، لیکن خدا کی قسم، میں آپ کے سامنے شہید ہونے سے پہلے اپنے رب کی یہ آخری نماز آپ کی اقتدا میں پڑھنا چاہتا ہوں، جس کا وقت ہو چکا ہے۔"

امام حسینؑ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، مسکرائے اور ان کے لیے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

"تم نے نماز کو یاد کیا، اللہ تمہیں نماز قائم کرنے والوں اور اپنے ذاکرین میں لکھے۔ ہاں! بالکل یہ نماز کا اول وقت ہے۔ ان سے کہو کہ کچھ دیر کے لیے جنگ روک دیں تاکہ ہم نماز ادا کر لیں۔"

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 334 / الکامل فی التاریخ، ابنِ اثیر، جلد 4، صفحہ 71)

یزیدی کمانڈر حصین بن نمیر نے بد بختی سے چیخ کر کہا:
"حسین! تمہاری نماز اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہو گی!
یہ سن کر حضرت حبیب بن مظاہر (شہادت سے پہلے) تڑپ اٹھے تھے اور کہا تھا:
"اے گدھے! آلِ رسول کی نماز قبول نہیں ہو گی اور تمہاری قبول ہو گی؟"

دشمن نے نماز کے لیے بھی جنگ روکنے سے صاف انکار کر دیا۔ اب تاریخ کا وہ بے نظیر منظر دیکھیے جو نہ کربلا سے پہلے دنیا نے دیکھا اور نہ بعد میں۔

امام حسینؑ نے اپنے بچے کھچے ساتھیوں کے ساتھ نمازِ خوف (جنگ کے دوران پڑھی جانے والی نماز) قائم کی۔ اب سجدہ بھی کرنا ہے اور دشمن کے تیروں کا سامنا بھی۔ اس تاریخی نماز کو بچانے کے لیے امامؑ کے دو مخلص صحابی، سعید بن عبداللہ حنفیؓ اور زہیر بن قینؓ امامؑ کے بالکل سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے۔

/INSIGHTOFQURAN

جیسے ہی امامؑ نے تکبیرِ تحریمہ کہی، یزیدی تیر اندازوں نے امامؑ کے جسم کو نشانہ بنا کر تیروں کی بارش کر دی۔
سعید بن عبد اللہ حنفیؓ نے اپنے ہاتھ، منہ اور سینے کو ڈھال بنا لیا۔ جو تیر بھی امامؑ کی طرف آتا، وہ اسے اپنے جسم پر روک لیتے۔ وہ ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلے تاکہ امامؑ کے سجدوں میں کوئی خلل نہ آئے۔ نماز کے آخری سلام تک سعید بن عبد اللہ کے جسم پر تیرہ (13) تیر اور کئی نیزوں کے زخم لگ چکے تھے، اور وہ خون میں نہا کر زمین پر گر پڑے۔

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 335)

امام حسینؑ نے جلدی سے ان کا سر اپنی گود میں لیا۔ سعید بن عبد اللہ نے پیاس اور زخموں کی شدت سے تڑپتے ہوئے امامؑ کے چہرے کو دیکھا اور آخری سوال پوچھا:

"یاابنِ رسول اللہ! اوَفَیْتُ؟"

"(کیا میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا؟)"

امامؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، آپؑ نے فرمایا:
"ہاں سعید! تم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، تم جنت میں مجھ سے پہلے پہنچ رہے ہو۔"

نمازِ ظہر کے ختم ہوتے ہی کربلا کا نقشہ بالکل بدل گیا۔ اب امام حسینؑ کے تمام انصار اور اصحاب (باہر سے آئے ہوئے جانثار) ایک ایک کر کے شہید ہو چکے تھے۔ زمین پر ہر طرف ان سچے محبت کرنے والوں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں جنہوں نے حق کی گواہی اپنے خون سے دی۔

اب خیموں کے پردے اٹھے کیونکہ اب انصار کے بعد رسول اللہ ﷺ کے اپنے خون، یعنی آلِ محمد اور اہل بیتِ اطہار کی باری تھی کہ وہ میدانِ کارزار میں اتریں اور اسلام کی بقا کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کریں۔

آج کی نوجوان نسل کربلا کی اس آخری نماز پر غور کرے۔

زندگی میں جب معمولی سی مصیبت یا مصروفیت آتی ہے، تو انسان سب سے پہلے نماز کو چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن حضرت حسینؑ نے تیروں کی بوچھاڑ اور پیاس کی تڑپ میں بھی نماز کو قضا نہیں ہونے دیا۔

کیوں؟

کیونکہ حسینؑ یہ سکھانا چاہتے تھے کہ یہ جنگ کسی مادی مقصد کے لیے نہیں، بلکہ اللہ کی بندگی اور کلمۂ حق کی سربلندی کے لیے ہے۔ اگر نماز ہی چھوٹ گئی، تو پھر یزید اور حسینؑ کے نظریے کا فرق ہی مٹ جائے گا۔

سچا مومن وہ ہے جو حالات کتنے ہی کٹھن کیوں نہ ہوں، اپنے رب کے سامنے سجدہ سرنگوں کرنا نہیں بھولتا۔

اگلی قسط

اہل بیتِ اطہار کی شہادتوں کا آغاز۔
شبیہِ رسول حضرت علی اکبرؑ کی مظلومانہ شہادت۔
سیدہ زینبؑ کے نوجوان بیٹوں عونؑ و محمدؑ کا معرکہ۔
اور امام حسنؑ کی نشانی، شہزادہ قاسمؑ کی غربت۔

/INSIGHTOFQURAN